الزام تراشی بدترین سنگین جرم ہے

تحریر: سہیل احمد لون

کلاس روم میں استاد بچوں کو پڑھا رہا تھا اس نے بلیک بورڈ پر چاک سے ایک لکیر کھینچ کر کہا کہ اس لکیر کو چھیڑے بغیر چھوٹا کر کے دکھاؤ۔ کلاس میں موجود تمام بچے سوچ میں پڑ گئے۔کلاس کے سب سے ذہین طالب علم نے بھی اس کا حل تجویز نہ کیا تو استادِ محترم نے چاک پکڑا اور لکیر کے متوازی ایک بڑی لکیر کھینچ دی جس سے پہلے والی لکیر بغیر چھیڑے چھوٹی ہوگئی۔استاد نے بچوں کو سمجھایا کہ بالکل اسی طرح زندگی کے معاملات میں انسان ایک دوسرے کو چھوٹا دکھانے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تا کہ ان کا قد بڑا نظر آ سکے۔حالانکہ جیسے لکیر کو چھیڑے بغیر اس کے مقابل بڑی لکیر کھینچ کر چھوٹا کیا جا سکتا ہے اسی طرح کسی شخص کو چھیڑے بغیر یہ کام انسانوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

وطن عزیز میں ہر شعبے میں ہمیں ایسی لاتعداد مثالیں مل سکتی ہیں جہاں لوگ اپنی ذات کو کسی دوسرے سے بہتر ثابت کرنے کے چکر میں اُس کی ذات کے گرد الزامات اور بہتانوں کی لکیریں کھینچتے رہتے ہیں۔اگر سیاسی پینٹنگ کی گیلری کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ہمیں مختلف سیاسی مصوروں کی لاتعداد تصویریں دیکھنے کو ملیں گی جنہیں الزامات اور بہتانوں کے رنگوں اتنا مکروہ کر دیا گیا ہے کہ انہیں دیکھ کر گھن آتی ہے ۔افسوس کی بات یہ ہے سیاسی گیلری میں الزامات کی سیاہی سے ایک دوسرے کی تصویر بنانے میں ہر کوئی مشغول نظر آیا۔اس غلیظ کام میں سب اتنے مگن ہوتے ہیں کہ وہ عوامی نمائندے ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں مگر عوامی مسائل کو حل کرنے کی بجائے اپنی ساری توانائی اور وقت الزامات کی نذر کر دیتے ہیں۔گرگٹ کا رنگ بدلنا تو فطری عمل ہے جس میں لالچ کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا مگر ہمارے سیاسی اکابرین وقت کے ساتھ مفادات کے لیے کسی بھی رنگ میں ڈھل سکتے ہیں۔ذاتی مفادات کو قومی مفادات کا نام دے کر کسی بھی قسم کی ڈیل کر لیتے ہیں۔ایک وقت تھا جب ق لیگ کو قاتل لیگ ہونے کا الزام لگایا گیا،پھر نظریہ ضرورت کے تحت وہ اتنے منظور نظر ہو گئے کہ تمام الزامات کو بھلا کر ان کو سینے سے لگایا گیا،پھر الزامات کی سیاہی کو دھونے کے لیے ''ڈپٹی پرائم منسٹر'' کے عہدے کا ڈیٹرجن ایجاد کر کے استعمال کیا گیا۔ ''پرویزی عہد'' میں حکومت کرنے کا مزہ لوٹنے والوں نے اپنے مفادات کی خاطر لال مسجد،بگٹی کیس جیسے واقعات میں حصہ دار ہونے کا الزام قبول کرنے کو تیار نہ ہوئے بلکہ الزام کی ساری سیاہی مشرف کے منہ پر مل کر اسے سیاہ کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرتے رہے، کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ پرویز مشرف ہی سیاہ وسفید کا مالک تھا۔عمران خان کے سونامی میں بھی الزامات کا مدوجزر ہر جگہ نظر آتا ہے 126 دن کینٹینر پر کھڑے ہو کر الزامات لگانے کی ایک طویل اننگز کھیلنے کا عالمی ریکارڈ بھی اپنے نام کیا مگر آج تک الزامات ثابت کرنے میں ناکام ہے۔ عمران خان نے الطاف حسین کو اپنا حدف متعدد بار بنایا اس پر الزامات کی پٹاری لے کر برطانیہ تک آیا مگر آج تک اس میں سے کوئی سانپ نہیں برآمد نہیں ہوا۔اس کے بعد حالیہ ضمنی انتخابات میں بھی عمرانی توپ الزامات کے گولے برساتی رہی۔کئی بار الزامات کو وقت، حالات اور مفادات کی قبر میں دفن کر کے کراچی میں پی ٹی آئی کے جلسے بھی کیئے گئے جس میں ایم کیو ایم کا تعاون بھی شامل حال رہا۔نون

لیگ کے سربراہ بھی روایتی پاکستانی سیاسی رہنماء ہیں جو آمر کی انگلی پکڑ کر سیاسی چال چلنا سیکھے، جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ سیاسی میراتھن میں بھاگنے کے قابل ہو گئے ہیں تو فوج اور حساس اداروں پر الزامات لگانے شروع کر دیے۔ اس کام کے لیے خواجہ آصف نے ن لیگ کی اعلیٰ قیادت سے وفاداری نبھانے کے لیے اپنا خاص حصہ کئی بار ڈالا۔ آئی جے آئی کا قیام کیسے عمل میں آیا اور اس میں کون کون حصہ دار تھا اس راز سے پردہ اٹھایا گیا یا الزام لگایا گیا یہ بھی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ بریگیڈئر (ر) امتیاز بلا کے ضمیر نے سو۔۔۔۔ کھانے کے بعد حج کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے بھی الزامات کی میاؤں میاؤں کی، ایکس سروس مینز نے مشرف کے خلاف الزامات کا ''کورٹ مارشل'' کیا۔ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے پر بھی الزامات لگا کر محصور کیا گیا۔ ایک وقت تھا جب مولا جٹ کی طرح ذوالفقار مرزا بھی ایم کیو ایم کے خلاف الزامات کا گنڈاسہ لیکر لندن تک جا پہنچے، پھر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب بھی ہو گئے آج انہوں نے الزامات کی برچھی کا رخ اپنے سابقہ سیاسی آقا آصف علی زرداری کی طرف کیا ہوا ہے بلکہ میں تو اسے غلام کی بغاوت سے تعبیر کرتا ہوں مگر ایک بات طے شدہ ہے کہ ذوالفقار مرزا کی زبان اپنی ہے مگر الفاظ کو طاقت کہیں اور سے فراہم ہو رہی ہے جس کا دوسرا مطلب بھی انتہائی سیدھا ہے کہ الطاف حسین کے بعد اگلی باری جناب آصف علی زرداری کی ہے اور پھر ایک طویل فہرست تیار پڑی ہے۔ پرویز رشید، شیخ رشید، خواجہ سعد رفیق، رانا ثناءاللہ وغیرہ بھی ہمیشہ الزامات کی توپوں کی سلامی دیتے رہتے ہیں۔ میڈیا جو الزامات کی سیریل چلانے میں ہمیشہ مصروف رہتا ہے اس پر بھی الزامات لگنے شروع ہو گئے جس کی وجہ سے عوام کا میڈیا پر اعتبار اور اعتماد متزلزل ہونا شروع ہو گیا خاص طور پر ''ٹاک شوز'' ''بہتان شوز'' کا منظر پیش کرتا ہے۔ الزامات لگاؤ اپنی جان چھڑاؤ کے فارمولے پر ہم اتنے کاربند ہو گئے چکے ہیں کہ اب یہ سلسلہ سیاست سے نکل کر مذہب میں بھی شامل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ الزامات لگاتے وقت متعدد بار پریس کانفرنس میں قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر لوگوں کو یقین دلانے کی ریت نے بھی جنم لیا۔ سیاست میں مذہب اور مذہب میں سیاست کی وجہ سے ہماری مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ الزامات لگانے میں اب قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کو استعمال کرنے کے قابل شرم فعل سے بھی کچھ لوگ نہیں گھبراتے۔ الزام لگانے کی عادت اتنی عام ہو چکی ہے کہ لوگ ملزم کو مجرم ثابت کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ہمارا ناقص نظام ہے جس میں قانون نافذ کرنے والے ادارے آزاد نہیں ہیں۔ جہاں غریب پر جھوٹا الزام لگا کر اسے سزا دی جاتی ہے مگر صاحب حیثیت جرم کر کے بھی آزاد گھومتے ہیں۔ جس دن ہمارے ہاں الزامات ثابت نہ کرنے والے کو سزا دینے کا رواج جنم لے گا اسی دن الزام لگانے کی عادت دم توڑنا شروع ہو جائے گی، کیونکہ الزام تراشی بھی ایک جرم ہے مگر ہمارا معاشرے ابھی اسے جرم تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کیونکہ ہر شخص کے پاس اپنے اپنے الزامات اور بہتان ہیں جو ابھی اس نے دوسروں پر لگانے ہیں۔ ہم جتنی شدومد سے الزامات لگانے اور پھر ان گفتگو کرنے میں ضائع کرتے ہیں اگر اس کا سواں حصہ بھی مسائل کے حل کی طرف توجہ دیں تو ہمارے مسائل دنوں نہیں گھنٹوں میں ختم ہو سکتے ہیں۔ کچھ لوگ ابھی خاموش ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ

ہمیں پتہ ہے لٹیروں کے ہر ٹھکانے کا
شریک جرم نہ ہوتے تو مخبری کرتے

شایداس کے بعد شریک جرم مخبر بولنا شروع ہو جائیں گے۔جس کی زندہ مثال صولت مرزا ہے جس نے ہر سہولت فراہم کی لیکن پھر بھی پھانسی کا پھندا اُس کا منتظر ہے۔کاش ! ہم الزامات لگانے والوں کے بارے میں بھی کوئی ایسا سخت قانون بنا سکیں جس پر عمل درآمد بھی ممکن ہو۔۔۔۔کاش ایسا ہو سکتا!

سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com